فائدہ پائیں۔ وہ کونسا سال ہے جس میں کئی گھر نہ جلتے ہوں؟ وہ کونسا سال ہے جس میں کئی بچے اس میں نہ جلتے ہوں؟ وہ کونسا سال ہے کہ آگ لگنے کی کئی کئی وارداتیں ان دنوں کان میں نہ پڑتی ہوں؟ مسلمانو یہ اسراف ہے اور مسرف خدا کا دشمن ہے۔ مسرف شیطان کا بھائی ہے۔ اسراف شریعت میں حرام ہے۔ پھر اس میں ہنود سے مشابہت ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے خدا کی نظروں میں وہ بھی انہی جیسا ہے الغرض اس ماہ شعبان کی عزت و حرمت کرو۔ اس میں بکثرت روزے رکھو۔ کوئی خاص نماز خاص دن یا رات میں خاص ثواب کی خاص ترکیب کی ثابت نہیں اس سے بچو۔ مُردوں کی روحوں کے اس میں آنے کا عقیدہ نہ رکھو۔ رواجی اور رسمی فاتحہ خوانی۔ اور حلوے مانڈے سے پرہیز کرو۔ آتشبازی سے بالکل ہی الگ رہو۔ خدائے تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے نبیؐ کی سنتوں کی پابندی کا ذوق شوق عنایت فرمائے اور خلافِ سنت سے بچائے آمین۔

ماہ شعبان اور شب برات

(از مولانا محمد نذیر صاحب اعظمی)

احمد اور محمود دونوں میں گہری دوستی ہے۔ ہر ایک دوسرے کا دردمند و غمگسار اور رنج و راحت کا ساتھی ہے۔ دونوں کی طبیعتوں میں سادگی اور دینداری بھی ہے۔ محمود گو معمولی لکھا پڑھا ہے لیکن احمد عالمِ دین ہے۔ محمود کی شادی ابھی اسی سال ہوئی ہے۔ وہ اس شادی سے بہت خوش ہے کیونکہ بیوی نہایت سلیقہ مند اور نیک بخت ہے۔ گھر کے کاروبار کو بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیتی ہے۔ پڑھی لکھی اور نماز روزہ کی پابند ہے لیکن چونکہ اس کے میکے والے دقیانوسی خیال اور پرانی رسم و رواج کے لوگ ہیں اس لئے ابھی اس کے خیالات بھی اُسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ ایک روز محمود فکر مند اور غمگین سا بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا تھا کہ اس کے دلی دوست مولوی احمد صاحب بھی کہیں سے آگئے۔ محمود کو اُداس اور آزردہ دل دیکھکر مولوی صاحب کا چہرہ بھی متغیر ہو گیا اور گھبرا کر پوچھا کیوں کیسا مزاج ہے؟

محمود: الحمد للہ اچھا ہوں۔

مولوی صاحب: پھر چہرے پر پریشانی اور اُداسی کیسی؟

محمود: بات یہ ہے کہ میری شادی کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ مجھ پر شعبان کا مہینہ آیا ہے۔ شبرات قریب ہے اور میری آمدنی اتنی کافی نہیں کہ میں اس کے مصارف برداشت کر سکوں۔

مولوی صاحب: تو بھائی اس میں خرچ ہی کیا ہے جو تم اسقدر پریشان ہو رہے ہو؟

محمود: واہ صاحب! خرچ کیوں نہیں؟ بیوی بار بار تقاضا کر رہی ہے کہ شبرات کو ایک ہفتہ رہ گیا ہے اور

ہمارے گھر میں ابھی کوئی انتظام نہیں۔ نہ گھر میں صفائی ہوئی۔ نہ چراغوں کیلئے تیل خریدا گیا۔ نہ لوبان آئی۔ نہ سوجی نہ گھی نہ میدا نہ چینی نہ میوہ جات۔ بھلا حلوا کیسے بنے گا۔ ابھی تک چاول بھی نہیں آئے۔ فقیر فقرا کو کھانا کیسے تقسیم کیا جائیگا۔ خیر پھلجھڑیوں۔ پٹاخوں وغیرہ آتشبازی کیلئے تو میں بھائی کے بچوں کو سمجھا لونگی کہ اس میں گنہگاری ہے۔

لیکن ان چیزوں کا انتظام تو ضروری ہے سو رنہ سال بھر کے بعد بزرگوں کی روحیں گھر میں آکر ہمیں کیا کہینگی؟ ابا کے یہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ وہ شبرات کا چاند دیکھتے ہی سب چیزیں گھر میں لاکر رکھدیتے تھے۔ ایک نہیں تین تین چار چار قسم کے حلووں کا سامان ہوتا تھا۔ اندر سے باہر تک تمام گھر کی سفیدی ہوتی تھی۔ اور روشنی تو اتنی ہوتی تھی کہ بس نہ پوچھئے۔ کیوں جناب؟ یہ سب چیزیں بلا خرچ ہی ہو جائیں گی؟

مولوی صاحب: بھائی میں تو سمجھتا تھا کہ تمہاری بیوی نہایت سمجھدار۔ دیندار۔ اور نیک بخت ہے لیکن تمہاری آج کی باتوں سے مجھے بہت افسوس ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میکے والے بڑے بدعقیدہ لوگ ہیں۔ خیر تو تم ان باتوں سے اسقدر متاثر کیوں ہو؟ اسے سمجھا کیوں نہیں دیتے کہ میں ان فضول رسموں میں نہیں پڑونگا۔

محمود: جناب عورتوں کو سمجھانا بہت دشوار ہوتا ہے۔ برا ہو یا بھلا وہ اپنے عقیدے میں بڑی پختہ ہوتی ہیں اور خاصکر ایسی بات کو جو مدتوں سے ہوتی آرہی ہو۔ باپ دادا کا اس پر عمل رہا ہو چھوڑنا تو کارے دارد۔ اسلئے میرے بس کی تو یہ چیز نہیں۔ ہاں اگر آپ ہی تکلیف فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

مولوی صاحب: ہاں ہاں! میں تیار ہوں۔

محمود گھر میں آیا۔ اپنی اور مولوی صاحب کی گفتگو کا تذکرہ کرنے کے بعد پردے کا انتظام کیا۔ ادھر محمود کی بیوی نے محلے کی عورتوں کو بھی خبر کردی اور سب ایک مکان میں جمع ہوگئیں۔ مولوی صاحب نے نہایت بلیغ انداز میں ایک پُراثر وعظ فرمایا۔ اور کہا کہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۔ یعنی اسی (اللہ) نے (اپنی مہربانی سے) ان پڑھ اور بے علم لوگوں میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پڑھوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان (کے دلوں) کو (برے خیالات اور غلط عقیدوں سے) پاک وصاف کرتا ہے۔ اور ان کو اللہ کی کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلم کھلا گمراہی میں تھے"۔ پس جب اللہ نے ہماری ہی ہدایت اور اصلاح کیلئے۔ اور ہم کو اپنی رضامندی اور خوشنودی کا صحیح راستہ بتانے کیلئے اپنا ایک رسول بھیجا۔ تو معلوم ہوا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی امور کے اندر ایک نبی کی حیثیت سے کیا، یا بتایا، وہی دین کا سچا راستہ ہے اور اسی سے اللہ راضی ہوگا باقی سب غلط ہے۔ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا علامہ ہو۔ عقل وفہم۔ علم وفضل کے اعتبار سے چاہے وہ اپنے وقت کا

ارسطو اور افلاطون ہی کیوں نہ ہو لیکن دین کے متعلق اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کی تصدیق یا تائید اللہ اور اس کے رسول کے کلام سے نہ ہو جائے۔ ہم اگر اپنی عقل و دانش سے کسی بات کو سمجھ لیں کہ یہ ثواب کا کام ہے اور اللہ اس سے خوش اور راضی ہوگا تو ہمارے سمجھنے سے وہ کام ثواب کا اور دین کا نہیں ہو سکتا۔ پس آؤ اللہ کی کتاب اور رسول کی بتائی ہوئی حدیثوں میں تلاش کریں کہ ماہ شعبان اور "شب برات" کے متعلق کیا احکام ہیں۔ جو کچھ وہاں سے ملے اس پر عمل کریں اور باقی کو شیطانی وسوسہ سمجھکر اللہ سے توبہ کریں اور اس سے دور رہیں کہ اسی میں نجات ہے۔ پس سنو!

قرآن شریف میں تو شعبان یا شب برات کے متعلق کوئی ذکر نہیں[5]۔ ہاں حدیثوں سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے بلکہ بعض روایتوں میں تو ہے کہ پورا مہینہ روزے ہی میں گذار دیتے تھے ایک صحابی نے آپ سے دریافت بھی کیا کہ اے اللہ کے رسول اس مہینہ میں آپ اتنے زیادہ روزے کیوں رکھتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس مہینے (کی فضیلت اور اہمیت) سے لوگ غافل ہیں حالانکہ اس میں لوگوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اسلئے میری خواہش ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں اٹھائے جائیں جبکہ میں روزے سے ہوں۔ الغرض رمضان کے علاوہ صرف شعبان ہی وہ مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ روزے رکھے ہیں لیکن اب تو لوگوں پر رمضان ہی کا روزہ گراں ہوتا ہے تو بھلا اب اُس کے ساتھ شعبان بھی ملا کر دو مہینے کون رکھے؟ اس لئے صرف پندرہویں تاریخ کو ایک روزہ لوگ رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سنت ادا ہوگئی، حالانکہ یہ سنت نہیں۔ بلکہ سنت کے شیدائیو! اگر سنت پر عمل کرنے کا صحیح جذبہ رکھتے ہو تو صرف شعبان کی پندرہویں ہی کو نہیں بلکہ کم از کم دس پندرہ روزے تو رکھو ورنہ ایک سخت ضعیف بلکہ موضوع حدیث[6] پر عمل کرنے سے کیا فائدہ؟

---

[5] بعض لوگوں نے سورہ دخان والی آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (یعنی ہم نے قرآن کو مبارک رات میں اتارا ہے) میں "مبارک رات" سے شب برات مراد لیا ہے۔ لیکن یہ قول جمہور محدثین۔ مفسرین۔ فقہاء اور علماء کے نزدیک غلط ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت بالکل صاف اور صریح ہے کہ قرآن کا نزول رمضان میں ہوا چنانچہ ارشاد ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ (یعنی رمضان کے مہینے میں قرآن اتارا گیا)، تو اب وہ رات جو شعبان میں ہوتی ہے کیسے مراد ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس "مبارک رات" سے مراد شب قدر ہے جیسا کہ سورہ قدر میں فرمایا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (یعنی ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔ اور یہ تو معلوم ہے کہ شب قدر رمضان میں ہوتی ہے پس اب سورۂ دخان والی آیت کا مطلب بھی صاف ہو گیا کہ "ہم نے قرآن کو مبارک رات یعنی شب قدر میں اتارا ہے" لہذا قرآن مجید سے شب برات کی کوئی فضیلت میرے خیال میں ثابت نہیں ہوتی۔ باقی رہا یہ گمان کہ حضرت ابن عباسؓ نے یہ مراد لیا ہے تو قرآن مجید کی صریح آیت کے مقابلے میں ان کا قول حجت نہیں ہو سکتا فافہم (ابن جریر۔ ابن کثیر۔ فتح البیان۔ مرقاۃ۔ تنقیح الرواۃ)

[6] یہ حضرت علیؓ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مشکوٰۃ وغیرہ میں نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ پندرہویں شعبان کی رات کو نمازیں پڑھو اور دن میں روزہ رکھو۔ اس حدیث کے راویوں میں ایک شخص ابوبکر نامی ہے جس کے متعلق محدثین نے کہا ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا لہٰذا یہ حدیث ہرگز ماننے اور عمل کرنے کے لائق نہیں ہے (تحفۃ الاحوذی۔ تنقیح الرواۃ)

اسی طرح پندرہویں شعبان کی رات یعنی "شب برات" کے متعلق بھی حدیثوں میں ذکر آتا ہے۔ گو اکثر وہ حدیثیں جن سے شب برات کی کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہے ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں مگر تاہم فی الجملہ احادیث سے اس رات کی فضیلت نکلتی ہے لیکن با ایں ہمہ کوئی خاص عبادت۔ یا کوئی خاص عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات یا دن کے متعلق ثابت نہیں۔ نہ شب برات کی خوشی میں گھروں کی صفائی کرنا۔ نہ اس رات کو گھروں میں کثرت سے چراغ جلانا نہ خاص طور پر اس رات کو فقیر فقراء کو کھانا تقسیم کرنا۔ نہ حلوے پکانا۔ نہ آتشبازی جیسی بے ہودہ اور شیطانی رسم۔ یہ تمام مراسم محض اپنی عقل سے بنائے ہوئے۔ اور خود گڑھے ہوئے ہیں۔ اللہ کے دین میں شب برات کے متعلق ان چیزوں کا کچھ پتہ نہیں عہ

اور یہ تو بالکل ہی غلط اور باطل عقیدہ ہے کہ اِس رات میں مُردوں کی روحیں آتی ہیں۔ اسی لئے لوگوں نے شب برات کو مُردوں کا تہوار سمجھ لیا ہے اور پھر طرح طرح کی باتیں ایجاد کرلی ہیں۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ روحوں کے آنے کا عقیدہ بالکل جاہلیت کا اور ہندووانہ عقیدہ ہے اسلام کا دامن ایسی لغویتوں سے قطعًا پاک ہے وہ ایسی توہم پرستیوں کو جائز نہیں رکھتا روحیں نہ تو شب برات کو آتی ہیں نہ شب قدر کو۔ نہ عرفہ کو نہ جمعرات کو نہ کسی اور دن۔ اسلئے کہ جو روحیں نیک اور سعادتمند ہیں وہ اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں میں ہیں۔ بھلا انھیں اس ذلیل دنیا کے "حلووں" کی کیا پروا ہے۔ اور جو بدنصیب۔ بدبخت اور بدعمل ہیں وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور عذابوں میں (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْهَا) پھنسی ہوئی ہیں۔ انھیں اتنی مہلت کہاں؟ کہ وہ تمہارا حلوا کھانے یا تمہارے چراغوں کی رونق دیکھنے کے لئے تمہارے پاس آئیں۔ پس اس غلط خیال سے باز آؤ۔ اللہ سے توبہ کرو اور یقین کرو کہ مرنے کے بعد کبھی کسی کی روح کسی کے گھر نہیں آتی عہ

عہ بعض جگہوں میں یہ مشہور ہے کہ شب برات میں مردے قبروں میں اپنے اپنے رشتہ داروں کا انتظار کرتے ہیں جن کے رشتہ دار وہاں پہونچ جاتے ہیں وہ خوش ہوتے ہیں اور جن کا کوئی عزیز یا رشتہ دار اُن کی دعا اور زیارت کیلئے نہیں جاتا وہ بہت رنج و ملال کرتے ہیں بلکہ دوسرے مردوں کے سامنے شرمندہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے بعض لوگ اس رات کو قبرستان میں جانا سنت بلکہ لازمی اور ضروری جانتے ہیں۔ حالانکہ جس طرح یہ عقیدہ کہ روحیں گھروں میں آتی ہیں بالکل غلط ہے اسی طرح یہ خیال بھی محض بے اصل اور لغو ہے کہ شب برات میں مردے ہمارے آنے کا انتظار کرتے ہیں شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہاں بعض روایتوں میں ہے کہ شب برات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لیگئے تھے لیکن سرتاج محدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث ضعیف ہے (ترمذی) پس جب اس رات میں قبرستان جانے کی سنیت صحیح طور پر ثابت نہیں تو بھلا ضروری اور لازمی ہونا تو بڑی بات ہے۔ میرا مقصود یہ نہیں ہے کہ قبرستان میں مُردوں کو دعا کرنے کیلئے کبھی بھی نہیں جانا چاہئے۔ بلکہ میں تو اس خاص عقیدے اور اس رات کی زیارت کو خصوصیت کے ساتھ سنت سمجھنے پر اعتراض کر رہا ہوں۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی دن اور وقت کی تعیین کے جب کبھی موقع ہوتا قبرستان جاکر مردوں کیلئے دعاء مغفرت کرتے تھے۔ اور آپ نے تمام امت کو حکم بھی دیا ہے کہ قبرستان جایا کرو تاکہ تمہیں آخرت یاد آئے۔ اپنی موت کا نقشہ سامنے دیکھکر دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کبھی قبرستان جاتے تو روتے روتے آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی۔ پس مسلمانو بغیر کسی رات یا دن کو اس کے لئے افضل جان کر خاص کئے ہوئے کثرت سے قبرستان جایا کرو مگر محض رسم ادا کرنے کیلئے نہیں بلکہ اس شان سے جاؤ جس طرح حضرت عثمانؓ جاتے تھے۔

عہ بعض کتابوں مثلاً صبح کا ستارہ وغیرہ میں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ (یعنی شب قدر میں فرشتے اور روح اترتے ہیں) سے استدلال کیا ہے کہ شب برات یا شب قدر میں روحیں آتی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس آیت میں "روح" سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں نہ کہ انسان کی روح، قرآن شریف میں کئی جگہ حضرت جبریلؑ کو روح کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے (باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو)

ہاں آپ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ میں گھر بار کو صاف ستھرا رکھنے۔ یا مُردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کیلئے فقیر فقراء کو کھانا دینے۔ یا صدقہ خیرات کرنے سے بالکل ہی منع کر رہا ہوں۔ توبہ توبہ۔ میں کیا کوئی ادنیٰ مسلمان بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا بلکہ میری غرض یہ ہے کہ شب برات کیلئے یہ سب چیزیں قرآن یا حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ لہذا ہم کو اپنی عقل سے دین کے کاموں میں کچھ گھٹانا بڑھانا نہیں چاہیے۔ ورنہ بجائے ثواب ملنے کے ڈر ہے کہ کہیں اُلٹے خدا کے یہاں اس پر پکڑ نہ ہو جائے۔ ورنہ پاکی اور صفائی تو بہت اچھی چیز ہے۔ حدیث میں تو ہے کہ اللہ تعالیٰ صفائی اور ستھرائی کو بہت پسند کرتا ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ خود بھی پاک و صاف رہے اور گھر بار بھی ستھرا رکھے۔ اسی طرح مردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے جب کبھی تم اللہ کے نام پر صدقہ خیرات کروگے یا بھوکوں کو کھانا کھلاؤگے یا ننگوں کو کپڑا پہناؤگے۔ سب کا ثواب بشرط قبولیت اللہ تعالیٰ مُردوں کو پہنچا دیگا۔ یہانتک کہ اگر دروازوں پر مانگنے والے سائلوں اور در بدر پھرنے والے فقیروں کو ایک مٹھی بھیک دیتے وقت بھی اگر تم اس کے ثواب کی نیت اپنے ماں باپ یا کسی دوسرے شخص کیلئے کرلو تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بھی اس کو دیدیگا۔ جب کھانا کھاؤ تو محلے کے غریبوں اور محتاجوں کا خیال کرلیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم تو پیٹ بھر کھا کر آرام کی نیند سو رہو۔ اور پڑوس کے بچے بھوک سے بلک رہے ہوں۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ دولت جو تمہارے پاس ہے وہ صرف تمہاری ہی ہے بلکہ اس میں ان محتاجوں۔ فاقہ مستوں اور غریبوں کا بھی حق ہے جو اس دولت سے محروم ہیں۔ پس ان کے حق کا بھی لحاظ رکھو ورنہ قیامت کے روز میدان محشر میں خدا کے سامنے سخت جوابدہی کرنی پڑیگی اور یہ سارا کا سارا مال جو تم نے گن گن کر جمع کیا تھا تمہارے لئے وبال بنجائیگا پس میں یہ نہیں کہتا کہ خرچ نہ کرو لیکن ہاں یہ ضرور کہونگا کہ خرچ ویسے ہی کرو جس طرح شریعت نے بتایا ہے تاکہ اللہ کے یہاں مقبول ہوکر تمہارے لئے اجر کا باعث بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھے۔ نیک عمل کی توفیق بخشے اور اُسے قبول فرمائے آمین۔ مولوی صاحب نے یہ وعظ کچھ عجیب خلوص اور نیک نیتی سے بیان کیا کہ حاضرین نے بہت اثر لیا اور عورتوں نے تو اسی وقت توبہ کی اور مولوی صاحب سے عہد کیا کہ اب ہم ان تمام رسموں کو چھوڑ دینگی جو شب برات کے متعلق ہم آجتک کرتی رہی ہیں اور جو کچھ اللہ اور اسکے رسول سے ثابت ہے بس ہم وہی کرینگی۔ اپنے بچوں کو آتشبازی کیلئے بھی ہم ایک پیسہ نہیں دینگی اللہ تعالیٰ ہمارے پہلے گناہوں کو معاف کرے۔ آمین۔

(بقیہ صفحہ ۱۲) قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ پ۱۴ نحل۔ کہدو کہ قرآن کو پاک روح نے اللہ کی طرف سے اتارا ہے۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ پ۱۹ شعراء قرآن کو روح الامین لائے ہیں۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ پ۲۹ معارج اللہ کی طرف فرشتے اور روح یعنی جبریل چڑھتے ہیں۔ ان تمام آیات میں حضرت جبریل کو "روح" کے لقب سے ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ "روح" حضرت جبریل کا لقب ہے۔ لہذا اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کو اسی لقب سے یاد فرمایا۔ اور شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا الآیہ یعنی اس مبارک رات میں فرشتوں کی جماعت کے ساتھ حضرت جبریل بھی اترتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں صاف آتا ہے کہ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ الحدیث (مشکوٰۃ) یعنی جب شب قدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں اترتے ہیں۔ پس صاف طور پر واضح ہو گیا کہ اس آیت میں "روح" سے مراد انسانوں کی روح لینا محض جہالت ہے۔ اور قرآن و حدیث دونوں کے خلاف ہے۔ افسوس! لوگ اپنے "حلوے مانڈے" کیلئے کیسی کیسی ترکیبیں کرتے ہیں۔ اور اللہ سے نہیں ڈرتے۔